

رِدْوَر کا اپنا کمودس ہوتا ہے!

کمودس روم کی طاقتور ترین سلطنت کا نام ترین بادشاہ تھا۔ اس کا والد مارکس تاریخ کے عظیم شہنشاہوں میں گنا جاتا ہے۔ آج سے ٹھیک دوہزار برس پہلے کا ذکر ہے۔ کم لوگ سمجھتے ہیں کہ کہاں ارض پر روم کی عظیم اور طاقتور سلطنت کا وجود لتنا موثر تھا۔ ان کی فوج، دنیا کی سب سے مہبب ادارہ تھا۔ مارکس، ان لوگوں میں سے تھا۔ جو اپنی فوج کے ساتھ شانہ بشانہ لڑتا تھا، اس کی حکومت تین برا عظموں پر محیط تھی۔ مارکس نہ صرف شاندار سپہ سالار تھا بلکہ روم کی سینٹ کو بھی رام کرنا جانتا تھا۔ سینٹ کے ممبران کسی ایکشن کے بغیر بلند پایہ ایوان میں پہنچتے تھے۔ ان میں سے اکثریت حد درجہ کر پڑت اور ناہل لوگوں پر مشتمل تھی۔ مگر اس عظیم شہنشاہ کا ایک سُگنِ مسلکہ تھا۔ اس کا صرف ایک بیٹا تھا۔ کمودس۔ مارکس نے اکلوتے بیٹے کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا تھا۔ کمودس حد درجنہ ناہل اور ادنیٰ انسان تھا۔ رموز سلطنت سے اسے کوئی لچکی نہیں تھی۔ ہر دم مینا و سا غر میں غرق، وہ کسی طرح بھی بادشاہ بننے کے لائق نہیں تھا۔ والد کی تمام ترمذت اور ریاضت کے باوجود کمودس درمیانے درجے کا جنگجو بھی نہ بن سکا۔ بادشاہ کے مرنے کے بعد بہر حال کمودس روم کی سلطنت کا ولی بن گیا۔ دنیا کی اس وقت کی سوپر پاور کی زوال کی ابتداء اسی عہد سے ہوئی۔ کیونکہ اقتدار کی منقتوں کا کوئی باقاعدہ نظام موجود نہیں تھا۔ لہذا کمودس اس عظیم سلطنت کا بادشاہ بن گیا۔ اسے اپنی سرحدوں کی حفاظت کا بھی کوئی شوق نہیں تھا۔ اس کا ایک نوکر کیلئے رتحا جو ایک سابقہ غلام تھا۔ بادشاہ نے تمام حکومتی اختیارات اس پنج انسان کے حوالے کر دیئے۔ کیلئے رنے والی کیا جو ایک لاچی انسان کر سکتا ہے۔ روم سینٹ کی نشستیں فروخت کرنی شروع کر دیں۔ ہر حکومتی عہدے پر تقریبی کے لئے پیسے لینے شروع کر دیئے۔ روم بکھرنا شروع ہو گیا۔ کیلئے رنے پیسے کمانے کی ایک بھیانک سازش کی۔ سلطنت کا تمام غلمہ مصر سے آتا تھا۔ کیلئے رنے بحری جہازوں سے غلمہ اتار کر اپنے گوداموں میں محفوظ کر لیا۔ اس طرح روم بدترین قحط کا شکار ہو گیا۔ شہر میں ہنگامے شروع ہو گئے۔ بدانتی کی ہوا کمودس تک بھی پہنچ گئی۔ تحقیق سے سارا معاملہ کھل گیا۔ کمودس نے خبر سے اپنے معتمد خاص کی گردان کاٹ ڈالی۔ لاش کو روم کے شہریوں کے حوالے کر دیا۔ دو دن تک، شہری اس لاش کو گھستیتے رہے۔ اس کی بھرتی کرتے رہے۔ ان کا غم و غصہ پھر بھی ٹھنڈا نہ ہو سکا۔ کیونکہ کمودس کسی صورت میں بھی اپنی بے راہ روی کی زندگی کو تبدیل کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ اس کی شہرت ایک حد درجہ بزدل انسان کی تھی۔ پورا روم اس سے نفرت کرتا تھا۔ مگر مجبور تھا۔ کمودس کے ہاتھ میں مارنے کی طاقت تھی۔ کمودس نے اپنی شہرت بہتر کرنے کے لئے ایک حد درجہ گھٹیا حرکت کی۔ اس نے گلیڈ یٹر بننے کا فیصلہ کیا۔ اور توارے کر کلوسیم میں لڑنا شروع کر دیا۔ مگر وہ کرتا یہ تھا، کہ اپنے مقابل گلیڈ یٹر کو وہ ہتھیار دیتا تھا جس کی دھار نہیں ہوتی تھی۔ یعنی وہ بالکل بے بس ہوتا تھا۔ کمودس اپنی تیز تلوار سے ان گلیڈ یٹروں کو بڑی آسانی سے قتل کر دیتا تھا۔ مگر جلد ہی یہ راز سب کے سامنے کھل گیا۔ روم میں اس اونچھے تھکنڈوں کا حد درجہ منقی اثر ہوا۔ کمودس کو سینٹ کے باشر افراد اور ایک خاتون کنیز نے مل کر قتل کر ڈالا۔ مگر جونقصان، کمودس اپنے ملک کو پہنچا چکا تھا۔ وہ بہر حال بھی بھی پورا نہ ہو سکا۔ بد عہدی، لوث مار کر پیش، بزدلی اور غیر معقول طرز حکمرانی نے دنیا کی سپر پا اور کوہ بیسہ کے لئے گھنادیا۔ روم دوبارہ بھی بھی وہ عظمت حاصل نہ کر پایا۔ جو اس کا سابقہ مقرر تھا۔ عجیب سی بات ہے۔ مجھے پاکستان کے گزشہ ستر سال کے حالات کمودس، کیلئے راوی سازشوں کے حوالے سے بالکل یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ پاکستان، تاریخ کا ایک عظیم جمہوری تجربہ تھا۔ قائد عظم، لیاقت علی خان، اور دیگر سیاسی احباب، مغربی جمہوریت کی فکری اساس کے مالک تھے۔ ان کے ساتھیوں کی اکثریت کسی قسم کے دنیاوی لاچ سے مبرأ تھی۔ راجہ صاحب آف محمود آباد اپنی ذاتی حیثیت میں بر صیر کے امراء میں شمار کئے جاتے تھے۔ اس عظیم شخص نے اپنی جا گیر اور محلات چھوڑ کر قائد کے ہمراہ کراچی ہجرت کر لی۔ مالی حالات اتنے کمزور تھے کہ گھر کا کھانا بنا نے کے لئے کوئی ملازم بھی نہ رکھ سکتے تھے۔ ان گنت ایسے لوگ تھے جنہوں نے اپنا تن من اور دھن اس نو زائدہ ملک کے لئے وقف کر ڈالا تھا۔ مگر ایک حیرت انگیز عذر اور بھی تھا۔ قائد عظم اور ان کے قریبی ساتھیوں میں سے کسی ایک نے بھی اقتدار کو اپنے گھرانوں میں منتقل نہیں کیا۔ قائد کا پورا خاندان کراچی میں رہتا تھا۔ ایک واقعہ ہتھیے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ محمد علی جناح نے اپنے بعد گورنر جزل یا وزیر اعظم، اپنی اولادیا قریبی عزیزوں کو بنانے کی معمولی سی بھی کوشش کی ہو۔ قائد عظم کی زبان سے بھی بھی کسی عزیز کو اپنا جانشین بعد ان کی سیاست کی وارث محترمہ فاطمہ جناح ہوں گی۔ ابتدائی حکمرانوں کا یہی وظیرہ تھا۔ غلام محمد سکندر مرزا اور دیگر اصحاب نے بھی بھی کسی عزیز کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا۔ یہ ابتلاء ایوب خان سے شروع ہوئی۔ اس نے اپنے بیٹے کو سیاسی طور پر والان چڑھانے کی بھر پور کوشش کی مگر وہ خواہش بھی عوام میں شرف قبولیت نہ لے پائی۔ قدرت کا اتفاق بیکھیئے۔ کہ مارشل لاء کے ذریعے حکمران بننے والوں میں سے کسی ایک نے بھی موروثی سیاست کی داغ بیل نہیں ڈالی۔ انہوں نے ہر طرح کی لاقانونیت اور برابریت کا مظاہرہ کیا مگر ایک معاہلے میں اپنا دامن اجلا رکھا۔ ضیاء الحق اور پرویز مشرف جب تک حکمران رہے۔ ان کی اولادیں، کسی صورت میں امور سلطنت میں داخل نہیں ہوئیں۔ قطعاً یہ عرض نہیں کر رہا، کہ ان لوگوں کے دوڑ کسی بھی طرز سے فائدہ مند تھے۔ درست ہے کہ ان عرصہ حکمرانی میں معیشت قدرے بہتر ہوئی تھی۔ مگر ان کے ادارے ہماری سیاست، معیشت اور سماجی قدروں کی چھوٹیں ہلاڑائیں۔ اس نکتے کے برعکس، جب آج کے جمہوری قائدین پر نظر دوڑا تا ہوں۔ تو نہیں اپنی اولاد سے آگے کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ ان کی اولادوں میں وصف ہوئے۔ مگر میرٹ اور بہتر طرز حکمرانی کے کہتے ہیں، انہیں بالکل علم نہیں ہے۔ ذاتیات سے بالاتر ہو کر گزارش کر رہا ہوں۔ موجودہ وزیر خارجہ نے دس بارہ ماہ میں غیر ملکی دوروں پر کروڑوں روپے کا سر کاری سر ماہ خرچ کیا، ہر اس جگہ بڑی بھاری و فد سیست پہنچ گیا، جن کا ہمارے ملکی مفادات سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ دعوے کے

گئے کہ ملک کی سفارتی تہائی ختم کر دی۔ خصوصاً امریکہ سے تعلق حدر جہ بہتر کر لیا۔ مگر بھارت کے وزیر اعظم اور امریکی صدر نے حال ہی میں جو مشترکہ بیان جاری کیا ہے اس میں پاکستان کا نام لے کر ردہشت گردی کا تذکرہ کیا ہے۔ کہاں گئی وہ سفارت کاری، جس کا دعویٰ کیا جا رہا تھا۔ میرے جیسے کیوں نہ سوچیں کہ یہ سب کچھ سیر سپاٹ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ ایسے میں وزیر خارجہ کے والد، انہیں ہر قیمت پر وزیر اعظم بنانے پر مصر ہیں۔ قرآن یہ ہیں کہ ان کی سیاسی شطرنج پر گرفت یہ خواہش پوری کر کے رہے گی۔ وقت انکار اپنی جگہ، مگر پختہ عزم اپنی جگہ۔ اگر میرٹ کی نمایاد پر دیکھا جائے تو ان کی سیاسی جماعت میں حدر جہ ذہین اور بہتر لوگ موجود ہیں، جو وزیر اعظم بننے کی امیلت رکھتے ہیں۔ مگر انہیں۔ اپنے سپوت سے آگے کچھ بھی نظر نہیں آتا ہے۔ کے پی کے میں تو نہ ہی جماعت کے رہنماء پنے خاندان کو اقتدار حوالے کر چکے ہیں۔ بیٹی سے لے کر بھائی اور پھر سمدھی ماشاء اللہ سب اقتدار میں ہیں۔ مسلم لیگ ن میں بھی یہی قصہ ہے۔ شاہد خاقان عباسی جیسا دن انسان، اب کسی بھی عہدے سے کسوں دور ہے۔ مسلم لیگ ن کے شہنشاہ کو بھی صرف بھائی اور اولاد کے سوا کچھ بھی نہیں سوچتا۔ مگر صاحبانِ اقدرت کا اپنا نظام ہوتا ہے۔ خدا کی اپنی حکمت ہوتی ہے جو صرف میرٹ پر چلتی ہے۔ کسی بھی عصیت سے بالاتر، قدرت ایسے حالات پیدا کر دیتی ہے کہ حکمرانی کی بساط ہی تبدیل ہو جاتی ہے۔ روم کے ناہل ترین بادشاہ کمودس کی طرح، ہر موروٹی مہرہ، تاریخ کے کوڑے دان کی نذر ہو جاتا ہے۔ مانیے یا نہ مانیے۔ اولاً کو زبردستی تاج پہنایا تو جا سکتا ہے۔ مگر حکمرانی کے تاج کو عظمت اور تو قیر نہیں دلوائی جا سکتی۔ ہر دور کا کمودس، فاش غلطیاں کرتا ہے۔ اور پھر زوال کا شکار ہو جاتا ہے۔ مگر اس خاندانی اقتدار کے کھلیل میں ملک اور قوم میں کمزور ہو جاتی ہیں۔ غربت سرچڑھ کر بولتی ہے۔ اور لوگ کہیں نہ کہیں، کسی نہ کسی طریقے سے اپنی نفترت کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ یہ فطرت کا قانون ہے۔ کوئی بھی کمودس، اس قانون کی چکی میں پسے سے بچ نہیں سکتا!